بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

... عر

۲- ... قادیان سے عہ

۳- ہندوستان سے باہر سے

۴- غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر

۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے والے لوگوں سے ۱۲ر

نوٹ

... سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل ... کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جون ۱۹۰۹ء مطابق ۱۴ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ ہجری | جلد ۱۲

امرتسری منکر ثناءاللہ کا اپنا فیصلہ اپنے حق میں

(پہلا نمبر)

(ثناءاللہ مفسد اور نافرمان ہے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندہ جاوید وفات ارجو د دوسرے اور واقعی معنوں میں ... حیٰوۃ طیبہ ہے ایسی نہ تھی۔ کہ اس پر کسی خدا ترس اور سلیم الفطرۃ انسان کو نکتہ چینی کی گنجایش ہوتی۔ مگر منہاج نبوۃ اور سنن انبیاء سے ناواقف اور بے خبر یا تجاہل عارفانہ کرنے والے معترض جن کا عمل

بے حیا باش وہر چہ خواہی کن

کے مقولہ پر ہو۔ جن کا دل خدا تعالےٰ کے خوف سے تہی محض اور غرور و تکبر سے دماغ عاری ہو کر ضد و عداوت کا مخزن بن رہا ہو۔ وہ ایسے موقعہ کو جوان کے لئے شہرت طلبی کا عمدہ ذریعہ ہو سکے کب ہاتھ سے جانے دیتے ہیں۔ انہیں میں سے امرتسری منکر ثناءاللہ امرتسری ہے۔ کچھ عرصہ کے لئے اس کا میں نے تعاقب چھوڑ دیا تھا۔ اس نے اس اعراض کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر جو جی میں آیا کہا اور جو زبان قلم سے نکلا شایع کیا۔

لیکن

اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اس نے طوفان بے تمیزی برپا کرنا چاہا ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے اس کو اس کی بل میں داخل کیا جاوے۔ اور

آئینہ حق نما

میں اس کو اسکی اصلی تصویر معاینہ کرا دی جاوے۔ میں اس امر کے لئے خود اس کی اپنی تحریریں پیش کرونگا اور اسطرح اسے معلوم ہو جاوے گا۔ کہ

اسکا اپنا فیصلہ اسکے اپنے حق میں کیا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار سے (جس کی سرخی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ رکھی تھی) ثناءاللہ نے استشہاد کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وفات پا جانا ثناءاللہ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اس اشتہار پر بہت کچھ بحث کیجا سکتی ہے۔ اور وہ نفسانیت یا ہتھکنڈوں کے رنگ میں نہیں بلکہ حقایق نفس الامری کے طور پر۔ مگر میں اس وقت اس کے مختلف پہلوؤں کو چھوڑ کر صرف ایک پہلو پر بحث کرونگا۔ وبااللہ التوفیق۔

میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار میں ایک دعا کی تھی۔ اور ثناءاللہ کو اس میں مخاطب کیا تھا۔ کہ

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی ہی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ الیٰ آخرہ"

میں پہلے کہہ آیا ہوں۔ کہ یہ اشتہار بجائے خود ایک خاص بحث چاہتا ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ میں صداقت اور حق کی روح بول رہی ہے! اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعویٰ پر روشن دلیل ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا مولوی ثناءاللہ صاحب نے اسی فیصلہ کو اپنے لئے آخری فیصلہ قرار دیا تھا؟ اگر نہیں تو اب اس سے تمسک کرنا کسقدر شرارت اور بیحیائی ہے۔ لیکن اگر ثناءاللہ اس سے ہی تمسک کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی پر اپنا فیصلہ منحصر کرنا چاہتا ہے۔ تو میں انشاءاللہ العزیز اسی فیصلہ کے رو سے ثابت کر دکھاؤنگا کہ ثناءاللہ مفسد اور نافرمان ہے۔ نہ کہ صادق اور مصلح اور اس فیصلہ میں میں کسی غیر کی شہادت کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ بلکہ خود ثناءاللہ کا اپنا ہی فیصلہ پیش کرونگا۔

اس فیصلہ کے اندراج سے پہلے میں ایک امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ناظرین اسے بخوبی سمجھ لیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا نام نور ہے۔ اور وہ ظلمت اور ضلالت کو نور اور ہدایت سے ممتاز
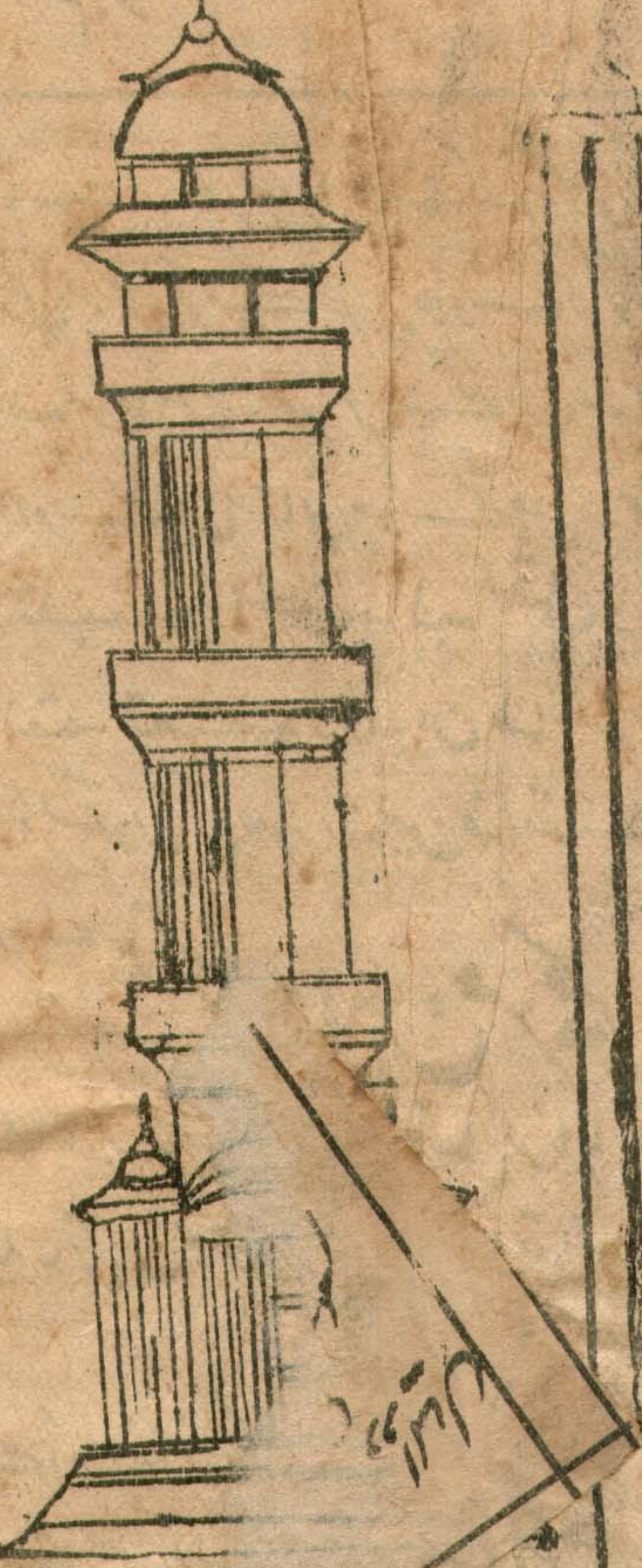
کرتا ہے۔ یہ ہو نہین سکتا۔ کہ وہ کسی معاملہ کو ملتبس کرکے اور حق و باطل کو ایسے طور پر ملا دے کہ لوگ شبہ مین پڑ کر ہلاک ہو جائین۔ اور اس لئے ان علماء سوء کو جو حق و باطل کو ملا دینے مین مشاق ہوتے ہین۔ مخاطب کر کے فرمایا

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ ان علماء سوء نے فقیہون اور فریسیون کی صورت مین خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے۔

مسیح ابن مریم

کے مقدمہ کو جس طرح پر ملتبس کرنا چاہا۔ وہ تاریخ الانبیاء کا ایک نمایان صفحہ ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی حکومت

متمیز حکومت

ہے اُسنے آخر دکھا دیا کہ وہ حاملین تورات جو جبے اور دستار پہن کر نکلنے۔ اور الواح موسیٰ کے شارح اور مفسر کہلانے ہی پر اکتفا نہ کرتے۔ بلکہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ کہتے تھے۔ آخر اس ناصری نبی کے بالمقابل ذلیل ہوئے۔ اور ایسے ذلیل ہوئے کہ وہ قوم آج روئے زمین پر

ضربت علیهم الذلة والمسکنة

کا زندہ نمونہ موجود ہے۔ اسی طرح پر مسیح ناصری کے نام سے آنے والے احمدی مسیح کے دعوے کو مٹا دینے کے لئے شیطان اور اُسکی ذریت نے زور لگایا اور پورا زور لگایا اس لئے کہ یہ آخری جنگ

آدم اور شیطان کی تھی

جس مین ابھی خلیفۃ اللہ نے اسکی تیز کچلیون کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا ہے۔ شیطان مختلف راہون اور طریقون سے اس کی ایڑی کاٹنے کو نکلا۔ مگر ہر طرف سے اس پر لعنت کی مار پڑی اور وہ نامراد اور ناکام رہا۔ اب شیطان کا آخری حملہ باقی تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر اس نے نیا بہروپ بدلا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ آدم اور اسکی ذریت پر ڈنگ چلائے مگر خدا تعالیٰ کے صلوٰۃ اور سلام ہون

خلیفۃ اللہ آدم ثانی پر

جس نے اس کے تیز زہر ہلاہل سے بھرے ہوئے دانتون کو پہلے سے توڑ ڈالا ہے۔

یہ فیصلہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے شایع کیا تھا۔ یہ بھی ایک حربہ تھا۔ شیطان کو کچلنے کے لئے اور باطل کی ہلاکت کی خاطر۔ لیکن امرتسری منکر نے سعی کی کہ اسکو مشکوک اور بے اثر کر کے دکھا دیا جاوے تاکہ لوگ اس فیصلہ کے صدور پر ہدایت نہ پا جائین۔ اس فیصلہ کا جو جواب مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۲۶؍ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث مین شایع کیا تھا۔ وہ سارا ہی انشاء اللہ وقتاً فوقتاً درج کرونگا۔

مگر اس وقت مین اُس کا ایک نوٹ دینا چاہتا ہون۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ پر دیا گیا ہے۔

کیونکہ مین جانتا ہون کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین ہوتی۔

اسپر جو نوٹ امرتسری مولوی فاضل کے نائب نے دیا ہے۔ اور جو اسی ایڈیٹوریل مین درج ہے جس پر فاضل۔ ایڈیٹر کی کوئی جرح نہین وہ ناظرین کے لئے قابل غور ہے۔ اور یہی ایک نوٹ اس سانپ کے دانت توڑنے کے لئے زبردست ہتوڑا ہے۔ اسطرح پر

ثناء اللہ کی جوتی اور اسیکا سر

ہمارے سامنے ہے۔ وہ نوٹ یہ ہے۔

آپ اس دعوے مین قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہین۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکارون کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو۔ من کان فی الضلالة فلیمدد له الرحمن مدا (پ ۱۶ ع ۱) اور انما نملی لهم لیزدادوا اثما (پ ۴ ع ۹) اور ویمدهم فی طغیانهم یعمهون (پ ۱ ع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہین۔ اور سنو۔ بل متعنا هؤلاء وآباءهم حتی طال علیهم العمر (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنے ہین۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگون کو لمبی عمرین دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت مین اور بھی برے کام کر لین۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگون کو بہت عمر نہین ملتی؟ کیون نہ ہو دعوے تو مسیح۔ کرشن۔ اور محمدؐ اور احمدؐ بلکہ خدائی کا ہے۔ اور قرآن مین یہ لیاقت! ذالك مبلغهم من العلم۔"

یہ نوٹ ہے جو اس فیصلہ پر دیا گیا ہے فیصلہ کی راہ یہ تھی۔ کہ صادق کی زندگی مین کذاب اور مفتری ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور کذاب اور مفتری اور مفسد کو لمبی عمر نہین دی جاتی۔ حضرت مسیح موعودؑ اس دعا کے ذریعہ جو اس اشتہار مین کی گئی تھی۔ یہ چاہتے تھے کہ مفسد اور کذاب کو لمبی عمر نہ دی جاوے۔ لیکن ثناء اللہ جس کے دل مین چور تھا۔ اور جسے اپنے کذب و فساد پر اعتماد تھا۔ اور جو یقیناً جانتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ دعا خالی از اثر نہ رہیگی۔ اور ثناء اللہ کا بیڑا پار کر دیگی وہ دیکھ چکا تھا کہ اس کے مقابلہ مین آنے والے ہلاک ہو چکے تھے۔ اس لئے ثناء اللہ نے اپنے متعلق اس فیصلہ آسمانی کو ملتبس کرنے کے لئے یہ راہ نکالی کہ مفسد اور کذاب اور نافرمان کو لمبی عمر دی جاتی ہے اب معاملہ بالکل صاف ہے اور مین اسے سنجیدہ مزاج پبلک کے سامنے رکھتا ہون کہ کیا وہ شخص جو حضرت اقدسؑ کی اس دعا کے نتیجے سے خائف اور متردد ہو کر قبل از وقت یہ عذر تراشتا ہے کہ صادق کی زندگی مین کاذب کا ہلاک ہو جانا کوئی دلیل فارق نہین ہے؟ وہ اس امر کی کوشش نہین کر رہا کہ یہ حق باطل کے ساتھ ملتبس ہو جاوے؟

ضد اور عداوت کے تاریک بخار سے دماغ کو صاف کر کے سوچو کہ اگر ثناء اللہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی مین ہلاک ہو جاتا تو ان لوگون کے سامنے جنہون نے ۲۶؍ اپریل کے اہلحدیث مین مندرجہ بالا نوٹ پڑھا ہوا تھا۔ یہ صداقت مشکوک ہوتی یا نہ؟ پس خدا تعالیٰ جو حق اور باطل کو ملنے نہین دیتا۔ اور ایک امتیازی رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ اسنے نہ چاہا کہ معاملہ کو مشکوک بناوے۔

اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور اجل مقدر کے قریب ہونے کی وحی بھی ہو چکی تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور

ثناء اللہ کو روسیاہ کر گئے

ثناء اللہ پر اس کی اقبالی ڈگری موجود ہے۔ اس کی رو سے وہ خود نافرمان مفسد اور دغاباز ہے جن آیات کو اسنے حضرت مسیح موعودؑ پر چسپان کر کے آپ کی صداقت کو مشکوک کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اسی رنگ مین خدا تعالیٰ نے انی مهین من اراد اهانتك کا کرشمہ آپ کی وفات پر دکھایا اور اس کا مصداق اول

ثناء اللہ امرتسری ٹھہرا

اب اسی کی جوتی ہے اور اسی کا سر احمدیون کے اختیار مین ہے جس طرح چاہین اس کے دماغ کا تنقیہ کرین۔ مین بڑے زور سے کہتا ہون۔ کہ ثناء اللہ کا قطعاً کوئی حق نہین۔ کہ وہ ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار سے استشہاد کر کے کوئی امر لکھے اسلئے کہ وہ اشتہار

جلی حروف مین

ثناء اللہ کے خلاف اسی کی تحریر سے فیصلہ دیتا ہے۔ ثناء اللہ کے شیدائیو اور اس کے قدیم آشناؤ! کیا تم کوشش کرو گے کہ ٹھنڈے دل سے اس نوٹ کو پڑھو الیس فیکم رجل رشید!

مین اگلے نمبر مین انشاء اللہ العزیز امرتسری منکر کی خدمت مین ایک اور تحفہ پیش کرونگا۔ جو خود انہون نے ہی طیار کر کے ہمارے ہاتھ مین دے رکھا ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت اس کا سر سہلاتے رہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

اخبار وکیل کا قرضہ

خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر بے اختیاری اور وجد کے عالم مین کبھی زبان سے واہ اور کبھی کسی صاحب الرائے شخص کو حق کی مخالفت مین قابل شرم ٹھوکرین کھاتے ہوئے دیکھ کر دل سے آہ نکلتی ہے جبکہ مین امرتسر کے مشہور اخبار وکیل کا وہ مضمون پڑھتا ہون جو اس کی ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت اور ایڈیٹوریل کالم مین مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مندرج ہے۔ مین اس بات سے واقف ہون کہ ملک مین کچھ لوگ اخبار وکیل کی رائے کو وقعت کی نظر سے دیکھتے اور دنیوی معاملات مین اس اخبار کے ایڈیٹ کرنیوالے قلم اور دماغ کو چند آدمی قابل ستائش سمجھتے ہین لیکن تعجب ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتون پر ایمان قوی ہوتا ہے جبکہ وہی قابل ستائش دماغ متحمل اور وہی قابل ستائش قلم اپنی متانت اور روانی سے معطل نظر آتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وکیل نے جو کچھ لکھا ہے بظاہر عبارت مین متانت و سنجیدگی کو نبھانے کی کوشش کی ہے لیکن ابتدائی حصہ کے علاوہ باقی تمام مضمون کے نفس مطلب کی نادرستی کو الفاظ کا لباس کیسے پوشیدہ کر سکتا تھا۔ وکیل کے اس مضمون کی بقول وکیل واقعی ایسی ہی مثال ہے کہ اس نے گویا اپنے خیالات کی زہریلی گولیون کو شائستہ الفاظ کے شہد مین لپیٹ کر لوگون کے حلق سے اُتارنا چاہا ہے۔ وکیل کے مضمون کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے۔

"مرزا صاحب کی لائف مین ابتدائی مضمون کے سوا آپ کو ایسے تھوڑے ہی صفحے ملین گے جو حیرت انگیز واقعات سے معمور اور تعجب خیز کیفیتون سے مزین نہ ہون خواہ وہ ہندوستان کے مختلف شہرون مین دشمنان اسلام کے ساتھ نبرد آزمائی کر رہے ہون۔ خواہ قادیان مین بیٹھے ہوئے پیروان رسول پر مخالفت کی آگ برسا رہے ہون خواہ یورپ مین مادہ پرست عیسائیون کو مذہب اسلام کی برکتون سے واقف کر رہے ہون اگرچہ مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہین پائی تھی۔ مگر ان کی زندگی اور زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص فطرت لیکر پیدا ہوئے تھے جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہین ہو سکتی اونہون نے اپنے مطالعہ اور فطرت سلیم کی مدد سے مذہبی لٹریچر پر کافی عبور حاصل کیا۔ ۱۸۷۷ء کے قریب جبکہ ان کی ۳۵-۳۶ سال کی عمر تھی۔ ہم انکو ایک غیر معمولی مذہبی جوش مین سرشار پاتے ہین وہ ایک سچے اور پاکباز مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اس کا دل دنیوی کششون سے غیر متاثر ہے وہ خلوت مین انجمن اور انجمن مین خلوت کا لطف اٹھانے کی کوشش مین مصروف ہے۔ ہم اوسے بے چین پاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی کھوئی چیز کی تلاش مین ہے جسکا پتہ فانی دنیا مین نہین ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے کبھی وہ آریون سے مباحثے کرتا ہے کبھی حمائت اسلام و حقیقت اسلام مین وہ بسیط کتابین لکھتا ہے ۱۸۸۶ء مین بمقام ہوشیارپور آریون سے جو مباحثات انہون نے کئے تھے ان کا لطف ابتک دلون سے محو نہین ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمائت مین جو نادر کتابین اونہون نے تصنیف کی تھین ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ ابتک نہین اُترا ان کی ایک کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلمون کو مرعوب کر دیا اور اسلامیون کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشون اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیون اور فطری کمزوریون نے چڑھا دی تھی غرضکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی مذہبی دنیا مین ایک گونج پیدا کر دی۔ جسکی صدائے بازگشت ہمارے کانون مین ابتک آ رہی ہے گو بعض بزرگان اسلام اب براہین احمدیہ کے بُرا ہونے کا فیصلہ دیدین۔ محض اس وجہ سے کہ اسمین مرزا صاحب نے اپنی نسبت بہت سی پیشگوئیان کی تھین۔ اور بطور حفظ ماتقدم اپنے آئندہ دعاوی کے متعلق بہت کچھ مصالحہ فراہم کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بہترین فیصلہ کا وقت ۱۸۸۰ء تھا جبکہ وہ کتاب شائع ہوئی مگر اس وقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق مین فیصلہ دے چکے تھے یہ دوسری بات ہے کہ اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنے تیئن اس کا مستحق نہ دکھایا۔ کیرکٹر کے لحاظ سے ہمین مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہین آتا۔ وہ ایک پاکباز جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضکہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالون نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند مین انکو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہونچا دیا۔"

اس مندرجہ بالا حصہ مضمون مین پیروان رسول پر آگ برسانے یا براہین کے متعلق اپنے آپ کو مستحق نہ دکھانے کے دو تین فقرات کے علاوہ کوئی ایسی بات نہین۔ جو واقعہ کے خلاف اور دور از حقیقت ہو یہ فقرات بھی اس قسم کے ہین۔ کہ مین ان کا جواب دینا ضروری نہین سمجھتا۔ اب باقی مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔ جو اس عبارت سے شروع ہوتا ہے۔

"۱۸۹۱ء جو رسول عربی کی عالمگیر خدائی پیغام کی وجہ سے دنیا کی مذہبی تاریخ مین بے نظیر اہمیت اور تقدس رکھتا ہے مرزا صاحب نے ۱۲۸۹ برس کے بعد یعنی ۱۲۸۰ برس شمسی حساب سے مضمون نگار نے نکالے ہین ورنہ قمری یعنی اسلامی برسون کے حساب سے سوا تیرہ سو برس کے قریب ہوتے ہین اس ۱۸۹۱ء مین پھر اوسی کے واقعات کو خدائی زبان مین دُہرانا شروع کر دیا اور اپنی ذات پر ایمان لانیکو کافۃ الناس کے لئے ذریعہ نجات قرار دیا۔" اگر وکیل کو مذہب سے تعلق ہوتا (جیسا کہ وہ خود مذہبیت سے علیحدہ رہنے کو اپنے مضمون کے اخیر مین بیان کرتا ہے) اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعلیمات کی عظمت دل مین ہوتی۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے وقت پر مبعوث ہونے اور خدائی زبان مین اسلام کی صداقت کے لئے واقعات کے دُہرائے جانے سے ذرا بھی متعجب یا رنجیدہ نہ ہوتا اور مسیح موعود و مہدی مسعود پر ایمان لانا ذریعہ نجات ہے اس کو یہ آسانی سمجھ جاتا۔ افسوس کہ راقم مضمون کو اس حدیث کی بھی خبر نہین۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ۔ بروائت دیگر من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ الامام مات میتۃ جاھلیۃ۔

آگے چلکر وکیل کہتا ہے۔ کہ ہمارے دوست ہمین معاف رکھین اگر ہم یہ کہین کہ اونھون نے اسی مرحلہ پر مرزا صاحب کے سمجھنے مین غلطی کھائی ہے۔ یہ تو مرزا صاحب کے موافق و مخالف دونون کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ اس زمانہ مین کسی نہ کسی وجہ سے اسلام کی عملیات کی پاک اور مقدس تعلیم کا اثر قلوب سے مِٹ رہا ہے۔ طبعی جذبات غالب آ رہے ہین اور عام تاریکی پھیلی ہوئی ہے ایک انصاف پسند طبیعت جو مرزا صاحب کو اسی نظر سے دیکھتی ہے جسمین کہ وہ تھے۔ کہدیگی کہ اونہون نے اس تاریکی کے دامن کو نبوت کا جامہ پہنکر چاک کرنا چاہا لیکن وہ طبائع جو مرزا صاحب کے خلاف ہین اسی مسئلہ کو یون کہین گی کہ وہ عین اوس وقت جبکہ لوہا سُرخ تھا ہتوڑا مارنے سے نہین چوکے یا دوسرے لفظون مین یون کہو۔ کہ انہون نے بنی نوع انسان یا کم از کم مسلمانون کو ایک مضبوط گرفت مین لینا چاہا۔"

مجھ کو فاضل منشی یعنے ایڈیٹر صاحب وکیل پر رحم آتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر ان کے توسن عقل نے بڑی زبردست سکندری کھائی ہے۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ وہ اسلام کے عملیات کے پاک اور مقدس تعلیم کے قلوب سے مٹنے کا سبب بھی تلاش فرماتے۔ اور کسی نہ کسی وجہ سے کہہ کر اپنی بے التفاتی مذہب کا قابل شرم ثبوت نہ دیتے۔ انصاف پسند طبیعت تو بقول وکیل خود ہی یہ کہتی ہے۔ کہ انہون نے (مرزا صاحب نے) اس تاریکی کو مٹانا چاہا۔ باقی سُرخ لوہے پر ہتوڑا مارنا کیون ناجائز ہے۔ اور یہ کس زبان کا محاورہ ہے۔ اور کون

معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا۔ میں یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ مسلمانوں کو ایک مضبوط گرفت میں لینے اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر عمل کرنے میں نقصان کیا ہے۔

پھر وکیل کہتا ہے۔ کہ خواہ کچھ ہی ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب نے اقتضائے وقت سے فائدہ اٹھانے میں کچھ دوراندیشی سے کام نہیں لیا اونہیں خیال کرنا چاہیئے تھا کہ زمانہ بہت آگے بڑھ گیا ہے اور دنیا کسی انسان کو محض اس لئے ذریعہ نجات قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کہ وہ ایک پہلے مذہب کی تجدید کے لئے آیا ہے۔ . . . . "

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک مسلمان اتنا بھی نہیں جانتا۔ کہ خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل خدا تعالےٰ کے حکم کے موافق کام کیا کرتے ہیں۔ یا اخبار وکیل کے ایڈیٹر کی رائے کے مطابق!؟ حضرۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اون کے زمانہ میں کون مادی انسان یہ کہتا ہوگا کہ اونہوں نے نبوت کا دعوے کرنے میں دوراندیشی اور عقلمندی سے کام لیا ہے؟ خدا تعالیٰ اور اس کا رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ تم امام وقت کی فرمانبرداری کرو۔ اور جس نے اس کی اطاعت نہ کی اوس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب وکیل یہ کہتے ہیں۔ کہ دنیا اس عظیم الشان مجدد یعنے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ذریعہ نجات قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد دو رنگ منشی فاضل نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ سب اوس بدظنی کا نتیجہ ہے۔ جو ایک مامور من اللہ کے معاملہ میں خدائی قوانین کو زیر نظر نہ رکھنے اور عقل سلیم کو کام میں نہ لانے سے ایک مادہ پرست انسان کو ہوا کرتی ہے۔ پھر مضمون نگار اس بات پر سخت افسوس ظاہر کرتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے لوگوں میں نہ صرف مناقشات و اختلافات ہی پیدا کئے بلکہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں تلواریں دیدیں۔ اس کے بعد لکھتا ہے کہ اون کے سب دعاوی سے قطع نظر معاشرتی پہلو سے ہی مرزا صاحب کی تعلیمات پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے۔ وہ اہمیت کے لحاظ سے ایسا ہے کہ جس سے مرزا صاحب کے تمام محاسن دھواں بن کر اڑ جاتے ہیں۔ افسوس کہ اونہوں نے تفرقہ کے نتائج پر ایک لمحہ بھی غور نہیں کیا۔ اگر مضمون نگار کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی تفرقہ کے نتائج پر اسی طرح غور نہیں کیا تھا۔ جس طرح کہ اب حضرت مرزا صاحب نے نہیں کیا۔ اور یہ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی تعلیمات کے اثر نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں تلواریں دیدیں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے اثر نے بھی نہ صرف ہاتھوں میں تلواریں دی تھیں بلکہ اون تلواروں سے کام بھی ایسا حیرت انگیز لیا کہ باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا کہ خدا تعالےٰ کے فرستادے کبھی مداہنت اور منافقت سے کام نہیں لیا کرتے تو وہ اوس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے طرز عمل پر جو منشائے الٰہی کے موافق ظہور میں آیا اعتراض نہ کرتا اور اپنی ضعیف الایمانی یا مادہ پرستی کا ثبوت نہ دیتا کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ دروغگو را حافظہ نباشد ابھی اپنے مضمون کے ابتدائی حصہ میں مضمون نگار حمایت و حقیقت اسلام میں مرزا صاحب کے بسیط کتابیں لکھنے وغیرہ کا خدمتگزاری پُرزور عبارت میں سچا اقرار کرچکا ہے۔ لیکن اب مخالفت کے جوش میں خود ہی اوس کے خلاف تحریر کرتا اور مرزا صاحب کی تصانیف کو اون کے دعاوی کی بحثوں کے علاوہ بے حقیقت ٹھہراتا ہے۔ پھر وکیل بلا دلیل لکھتا ہے۔ کہ

"مذہبی ریفارمر ہونے کے لحاظ سے ہم ان کا مرتبہ کسی طرح سرسید علیہ الرحمۃ سے نہیں بڑھا سکتے۔ کیونکہ جن مسائل اسلامی پر موخر الذکر بزرگ نے قلم فرسائی کی ہی۔ انہی راستوں پر مرزا صاحب بڑھ لئے جس شخص نے سرسید کی مذہبی تصنیفات کو ایک نظر دیکھ لیا ہے اوسکو مرزا صاحب کی تصانیف میں سوائے دعوی مہدویت و مسیحیت کے اور کوئی نئی چیز نظر نہ آئیگی۔ تعجب ہے اور سخت تعجب کہ وکیل کی مذکورہ بالا عبارت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے سرسید اور حضرت اقدس ؑ دونوں کی تمام و کمال تصانیف بڑے غور سے ملاحظہ کی ہیں۔ لیکن حقیقتاً یا تو فاضل ایڈیٹر نے سرسید اور حضرت اقدس ؑ دونوں کا ایک ایک مضمون یا رسالہ بھی نہیں دیکھا۔ یا یہ کہ دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں فرمایا۔ سرسید فرماتے ہیں کہ وحی صرف ایک ملکہ فطرت کا نام ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں وحی خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو اپنے برگزیدہ بندوں پر وہ خود نازل فرماتا ہے سرسید زبان سے تو خدا تعالیٰ کو مانتے ـــ اور قرآن شریف کو بھی منجانب اللہ مانتے ہیں لیکن سرسید کے افعال اور مجموعی اقوال سے نتیجہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک علت موجبہ اور الہام و وحی کو محض دماغ انسانی کا نتیجہ جانتے ہیں۔ سرسید نے فلسفہ کے آگے قرآن شریف کی جانب سے دب کر صلح کا پیغام دینے اور خدا تعالےٰ کے پاک کلام کی بے عزتی کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ لیکن حضرت مرزا صاحب ؑ نے خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کو ظاہر کرنے خدا تعالیٰ کے مدبر بالارادہ اور قادر و توانا ثابت کرنے قرآن شریف کے آگے فلسفہ کے مار سیاہ کا سر کچل کر مادہ پرستوں کی ناک کاٹنے میں جو جو کارنمایاں کئے اس سے ساری دنیا واقف ہے۔ سرسید نے تو فلسفہ کو ذریعہ نجات ٹھہرایا۔ اور اس جری اللہ نے ایمان کو۔ سرسید نے آریوں کیطرح دعا کو انجاح حاجت کے لئے ایک غیر ضروری چیز ٹھہرایا۔ اور حضرت مرزا صاحب ؑ نے دعا ہی کے ذریعہ سے تمام حاجات کا پورا ہونا مشاہدہ کرا کر دعا کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ سرسید نے معجزات اور نشانات انبیاء کی وہ تعریف بیان کی جس سے انبیاء اور غیر انبیاء میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں ٹھہرایا جاسکتا لیکن حضرت مرزا صاحب نے خود معجزات و نشانات دکھا کر مخالفین اسلام کا ناطقہ بند کردیا سرسید نے قرآنی تعلیم کے خلاف مسلمانوں کو مداہنت دنیا پرستی اور دنیا طلبی سکھائی۔ حضرت مرزا صاحب نے مذہبی حمیت خدا پرستی اور خدا طلبی کا سبق دیا۔ مضمون نگار نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق اپنے مضمون کے ابتدائی حصہ میں جن مذہبی کارناموں اور دینی خدمتوں کو خود تسلیم کیا ہے اسی کے ہر رنگ سرسید کے متعلق اس کو ثابت کرنا سخت دشوار ہوگا غرضکہ بہت سے ایسے اختلافات ہیں کہ جبتک ایک زنگی کی رنگت کو کافور سے تشبیہ نہیں دیجاسکتی اسوقت تک سرسید کی تصنیفات کو حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات سے کوئی مشابہت نہیں۔ معزز مضمون نگار کو چاہیئے کہ بے جا تعصب سے علیحدہ ہو کر ٹھنڈے دل سے سرسید اور حضرۃ مرزا صاحب کے حالات اور مذہبی کارناموں میں غور کرے اور پھر دیکھے کہ اس نے مذہبی ریفارمر ہونے میں سرسید کو حضرت مرزا صاحب

اس بات کی مطلق پرواہ نہیں رہتی کہ دیکھنے والے اور سننے والے کیا کہیں گے۔ ایک بڑی ہی قابل مضحکہ بات ہے جسطرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ و اشاعت وحی میں دیکھنے اور سننے والوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے بھی پرواہ نہیں کی اگر مضمون نگار نے قرآن شریف کے ایک ہی مقام پر صرف دو ہی سطروں میں مہین۔ ہماز۔ مشاء بنمیم۔ معتد اثیم عتل۔ زنیم۔ سنسمہ علی الخرطوم کے الفاظ دیکھ لئے ہوتے تو وہ ہرگز ہرگز حضرت مرزا صاحب کے علم کلام پر معترض نہ ہوتا جسطرح آجکل مخالفین اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے بنیاد اعتراض کیا کرتے ہیں۔ بالکل اونہیں الفاظ میں مضمون نگار نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ جو دنیا کے اخلاق و عادات کی اصلاح کا مدعی ہو بڑا متحمل بڑا رحم بڑا عفو بڑی انکساری بڑی فروتنی کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن جسطرح اس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین کہتے تھے ایسا ہونا چاہیئے تھا ویسا ہونا چاہیئے تھا اور آخر کار مخالفین کی گفتار سب باد در ہوا ثابت ہوئی اسی طرح اب بھی اگر کوئی کہے۔ کہ ایسا کہنا چاہیئے تھا تو ان کا کہنا کیا وقعت رکھ سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ بندوں کی مرضی کا ماتحت نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا اور کہلواتا ہے

اس نے جس شخص کو روشن کیا ہے وہ کسی کے منہ کی پہونکون سی بجھ نہین سکتی۔ مضمون نگار نے یہ تو لکھدیا۔ کہ مسیح کے تحمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق سے وہ (حضرت مرزا صاحب) فرسنگون دور تھے۔ لیکن اوس نے کوئی مثال اور اثبوت پیش نہین کیا لہذا ہین اسطرف ملتفت نہین ہوتا۔ پہر مضمون نگار لکھتا ہے۔ کیونکہ ان کی بعض معرکۃ الارا پیشگوئیان جن کا پورا ہونا ان کی زندگی مین ضروری تہا۔ ابہی تک کتم عدم سے وجود مین نہین آئین۔ اس لحاظ سے نہایت محفوظ طریقہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ تائید آسمانی نے بہی ان کا ساتہہ نہ دیا۔

ہزارہا پیشگوئیون کے آفتاب عالمتاب کی طرح سچا ثابت ہونے اور کسی ایک آدہ پیشگوئی کا کوئی جزو کسی مخالف کی سمجہہ مین نہ آنے سے خدا تعالے کے اُس برگزیدہ کی عظمت وشان مین کوئی فرق نہین آسکتا۔

گرنہ بیند بروز بپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اور اگر بصورت تنزل یہ مان بہی لیا جاوے کہ حضرت مرزا صاحب کی کوئی ایک آدہ پیشگوئی ان کی زندگی مین پوری نہین ہوئی۔ تو اسپر معترض نہ تنہا حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرتا ہے۔ بلکہ اس کی دست درازی حضرت عیسےؑ و حضرت موسیؑ وغیرہ انبیاء علیہم السلام حتی کہ افضل الرسل خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتی۔ ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام سے خدا تعالے نے ملک شام کے دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن ملک شام کی سرحد مین پہونچنے سے بہی پہلے ہی راستہ مین وہ فوت ہوگئے اور ملک شام بنی اسرائیل کی آیندہ نسلونکو ملا۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا۔ کہ قیصر و کسری کے خزانون کی کنجیان میرے ہاتہہ مین آئین۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ کنجیان حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے ہاتہہ مین آئین حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا مین مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو دو کنگنون کی شکل مین دیکہا۔ جو پہونک مارنے سے اُڑ گئے لیکن واقعات بتلاتے ہین کہ حضور نبی کریم کی اس پیشگوئی کا نصف حصہ ان کی حیات مین اور نصف ان کی وفات کے بعد پورا ہوا۔ یعنی اسود عنسی حضور نبی کریم کے سامنے اور مسیلمہ کذاب ان کی وفات کے چہہ ماہ بعد ہلاک ہوا۔ باقی اس بات پر زور دینا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے مخالفین کے سامنے کیون فوت ہوگئے درحقیقت نہایت کمزور بات ہے۔ خدا تعالے کے ماموروں اور اُن کے مخالفون کی موت وحیات ان کے مشن کی موت وحیات ہوتی ہے۔ ورنہ مرنا جینا تو ہر شخص کے ساتہہ لگا ہوا ہے حضرت مرزا صاحب نے کبہی یہ دعوی نہین کیا کہ مین قیامت تک کی عمر لیکر آیا ہون۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ آدمؑ و شیطان کے واقعہ سے لیکر اس وقت تک برابر اخیار و اشرار کے دونون سلسلے پہلو بہ پہلو چلے آتے ہین اور چلے جائینگے۔ اگر مرزا صاحب ہزار برس عمر بہی پاتے تب بہی ان کی وفات کے وقت کسی نہ کسی مخالف مقابل کا موجود ہونا۔ ممکن تہا۔ درحقیقت اب دیکہنا تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے جو سلسلہ دنیا مین قایم کیا ہے وہ قایم رہتا ہے یا ان کی وفات کے ساتہہ ہی ان کا سلسلہ بہی نابود ہوجاتا ہے نیز یہ کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے ساتہہ وہ تائیدات الٰہیہ جو ایک راستباز اور راستبازونکی جماعت کے ساتہہ ہونی چاہیئے شامل رہین اور رہینگی یا نہین؟

مضمون نگار یعنی ایڈیٹر اخبار وکیل نے اپنے سب سے آخری فقرہ مین احمدیون کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ سب کو چاہیئے کہ مرتد ہوکر دنیا پرستون کی برادری مین پہر شامل ہوجائین لیکن مخالفون کو یاد رکہنا چاہیئے کہ اس قسم کی تدبیرین نہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کارگر ہوئی تہین۔ نہ اب ہوسکتی ہین۔

ایڈیٹر وکیل کو چاہیئے تہا۔ کہ اول اس جماعت مین جو سر سید نے تیار کی ہے۔ ان کے دونون صاحبزادون کو ملاتے اور پہر اسلامی عملی حالت اور جماعت احمدیہ کی عملی حالت پر ضرور توجہ فرماتے۔ حضرت مرزا صاحب مغفور کو دل کہولکر گالیان دینے اور برا کہنے کے بعد احمدی جماعت کے ساتہہ نیک سلوک کرنے کی ایڈیٹر صاحب نے بہت عمدہ طور پر ناسور بہرنے کی تدبیر کی ہے اور ابتدا مضمون کو آخر کے ساتہہ اچہا پیوند کیا ہے۔

اللہ تعالے اپنے فضل و کرم اور رحم سے فیصلہ فرمادے۔ آمین

راقم

اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی

رسالہ تشحیذ الاذہان۔

چونکہ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام کی وفات کے متعلق ایک جامع مضمون لکہا ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے۔ کہ یہ مضمون اعلےٰ طور پر چہپوایا جاوے۔ یعنی اسکی کتابت و چہپوائی اعلےٰ قسم کی ہونی چاہیئے۔ اور کاغذ بہی اعلےٰ قسم کا لگایا جاوے اور مضمون کے لئے ایک رسالہ کافی نہین ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالے ۱۰ر جولائی ۱۹۰۸ء تک یہ خاص پرچہ شایع کیا جاویگا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

عبد الرحیم منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

۲

ہر دو کاذب

خوب گذریگی جو مل بیٹہینگے دیوانے دو

امرتسری منکر ثناء اللہ کے متعلق اسکا اپنا فیصلہ اسی اشاعت مین کسی دوسری جگہ دیا گیا ہے۔ تراوڑی اور پٹیالہ کے کانے دجال کی دو بیتون کے تدارک کے لئے مین ایک خاردار لگام دینے کی فکر مین تہا۔ کہ امرتسری منکر کا پرچہ مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۰۸ء میری نظر سے گذرا جس مین مرتد ڈاکٹر کا اپنا ایک آرٹیکل شایع کیا گیا ہے۔ اور اسپر امرتسری منکر نے خود تنقید کی ہے۔ اس سے پیشتر کہ مین کانے دجال کے ٹٹوے پر عملی جراحی کرون بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس حق مین اس کے دوستون کا فیصلہ درج کرون۔ مین یہ بتادینا چاہتا ہون۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات نے جس طرح ثناء اللہ کو کاذب ثابت کیا ہے (بحوالہ اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء) اسی طرح مرتد ڈاکٹر کو بہی کاذب ثابت کیا ہے۔ اور اس کے کذب پر گواہ ایسے ہین۔ جو ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کے نزدیک معتبر اور موقر ہین۔ اس فیصلہ سے جو ثناء اللہ نے پیسہ اخبار کی تائید سے عبد الحکیم کے حق مین دیا ہے صاف ثابت ہوجاتا ہے۔ کہ مرتد ڈاکٹر کاذب ہے۔

اور ثناء اللہ کا کاذب ہونا پہلے ثابت کیا گیا ہے۔ اب یہ دونو کاذب پہلے اپنے گہر مین فیصلہ کرلین۔ کہ دونون مین سے بڑا کاذب کون ہے اور کون زیادہ حق رکہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ مین کریڈٹ کے قابل ہو اس فیصلہ سے ہمین بہی سہولت ہوگی اور پبلک کو بہی فائدہ پہنچیگا۔ اب مین وہ راے امرتسری منکر کی مرتد ڈاکٹر نے کانے دجال کے حق مین درج کرتا ہون۔

ثناء اللہ کی رائے عبد الحکیم کی پیشگوئی پر۔

"ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہین سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر ایسی پر بس نہین کرتے۔ یعنی چودہ ماہہ پیشگوئی کرکے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کردیتے جیسا کہ انہون نے کیا چنانچہ ۱۵ر مئی کے اہلحدیث مین ان کے الہامات درج ہین۔ کہ ۲۱ر ساون یعنی ۴ر اگست کو مرزا مریگا۔ تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا۔ جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷ر کے روزانہ پیسہ اخبار مین ڈاکٹر صاحب کے اس الہام چہپا ہوا پر کیا ہے۔ کہ ۲۱ر ساون کی بجائے ۲۱ر ساون تک ہوتا تو خوب ہوتا۔ غرض پیشگوئی سہ سالہ اور چودہ ماہہ کو اسی اجمال پر چہوڑے رہتے اور ان کے بعد میعاد کے اندر تاریخ کا تقرر نکردیتے تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا"

یہ رائے جو خدا لگتی ہے۔ کیا بتاتی ہے؟ مضمون صاف ہے کہ مرتد ڈاکٹر کی پیشگوئی جہوٹی نکلی۔ اور ڈاکٹر کاذب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک اور بے لوث سیرۃ ہمیشہ ایک کامل رہنما کا کام دیگی۔ اس لئے کہ آپ کی زندگی اعجازی زندگی ہے۔ جو بطور تحدی اہل عالم کے سامنے پیش کی گئی اور ایسا ہی آپ کو چونکہ انک لعلی خلق عظیم کی وحی ہوئی تہی۔ اس پہلو سے اخلاق کے تمام مدارج کا وہ مکمل نمونہ اور اسوہ تہی میں اس امر کا ہمیشہ حریص رہا ہوں۔ کہ سلسلہ کے مشاہیر کی عموماً اور حضرت مسیح موعود ؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصاً مکمل لائف لکہی جاوے۔ میں نے اس کام کو ابتداً شروع بہی کیا تہا۔ مگر وہ کسی دوسرے وقت پر میرے لئے یا کسی اور کے لئے ملتوی ہوا۔ پہر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی لائف کا ارادہ میں نے ظاہر کیا۔ اور اس کا میٹریل بہی بہم پہنچایا۔ یہانتک کہ اس کے متعلق صرف اب اتنا کام باقی تہا یا ہو کہ میں انہیں صرف ایک ترتیب دیکر حوالہ کاتب کرون۔ اور اب جبکہ مجہے ایک محنتی اور جفاکش نائب محض خدا تعالےٰ کے فضل سے مل گیا تہا۔ میرا ارادہ تہا کہ تفسیر اور مولوی صاحب کی لائف کے سلسلہ کو مکمل کرون۔ کہ اس اثنا میں حضرت حجتہ اللہ کی شہادت کا واقعہ پیش آگیا اور مجہے اس کام کو پہر کچہہ عرصہ کے لئے سردست ملتوی کرنا پڑا۔ اور حضرت مسیح موعود ؑ کی لائف کے مواد جمع کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ یہ شوق نیا نہیں۔ میں حضرت صاحب کی زندگی ہی میں اس کے لئے طیاری کر رہا تہا۔ چنانچہ الحکم کے بعض مقامات پر اس کے متعلق اشارات بہی کئے اور جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب کو بہی اس کام میں قلمی مدد کے لئے امادہ کیا تہا۔ اور انہون نے وعدہ بہی کیا تہا۔ مگر ہر ایک کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ اس ضروری کام کو کیا جاوے۔ مرزا سلطان احمد صاحب بہی اس ضروری کام میں میرے معاون ہونگے۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ اپنے دوستوں کو مطلع کرتا ہون۔ کہ ان میں سے جو کوئی بہی حضرت اقدس ؑ کی لائف کے متعلق کوئی امر بتا سکتا ہو۔ اس سے مجہے اطلاع دے اور اگر کسی کے پاس آپ کا دستخطی کوئی خط ہو۔ وہ بجنسہ مجہے بہیجدے میں اسکی نقل لیکر اصل واپس کردونگا۔ مکتوبات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ میرے پاس پہلے ہی سے موجود ہے۔ اور ایسا ہی حضرت اقدس ؑ کی بعض بہت پرانی اور غیر مطبوع تحریرین بہی میرے پاس ہیں۔ ان سب کو مین لائف کے ساتہہ شامل کرونگا (انشاء اللہ العزیز) یہ لائف ایک جلد میں ختم نہیں ہو سکے گی۔ بلکہ اس کے کئی مجلدات ہونگے اور ایک مقدمہ ہوگا۔ جس میں علم السیرۃ اور سیرۃ الانبیاء پر انشاء اللہ العزیز عجیب بحث ہوگی یہ سب کام اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے۔

اس لئے میں احباب سے بہ منت التجا کرتا ہون کہ وہ خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنا خاص فضل مجہہ پر نازل کرے میرے دل و دماغ کو اس مبارک کام کے لئے جہان روشنی اور قوت وہان اخلاص بہی عطا فرماوے اور اس سے مقصد خدمت دین ہو نہ حصول دنیا۔ . . . .

یہ کام چہوٹا کام نہیں۔ اسکے لئے بڑی محنت۔ مطالعہ۔ اور جستجو کی حاجت ہے۔ اور پہر اس کے طبع کرانے کے لئے بہت بڑے مصارف کی ضرورت ہے۔ مصارف کے لئے میں کچہہ بہی نہیں کہتا۔ اور نہ میں اس کی قیمت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہون۔ البتہ مین نے یہ ارادہ کیا ہے۔ اور اس میں خیر و برکت رکہدینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے کہ میں اس لائف کو اگر پورا کر سکا جو خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے تو خواہ مجہے اس کے لئے اپنے اثاث البیت تک بیچدینا پڑے مین اسکو عمدہ سے عمدہ کاغذ پر اچہے سے اچہے کاتب سے لکہوا کر چہپوانا چاہتا ہون۔ اور اس تحریر کی اشاعت کے ساتہہ مینے اس کام کو خدا تعالےٰ سے دعا مانگ کر شروع کردیا ہے۔ احباب سے صرف یہ درخواست ہے۔ کہ وہ مجہے جس قسم کا میٹریل دے سکتے ہیں دیں۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

خریداران ریویو کو اطلاع

چونکہ رسالہ اس دفعہ بہ سبب ایک ضروری مضمون کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکہا گیا ہے۔ بڑا ہو گیا ہے اس لئے غالباً وقت پر شایع نہ ہو سکیگا۔ اور شاید چار پانچ یوم توقف ہو جاوے تفسیر القرآن بہی اسی وجہ سے وقت پر شایع نہ ہو سکیگی۔ اور اس میں قریباً آٹہہ دس دن کی دیر ہو جاویگی۔

منیجر ریویو آف ریلیجنز۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک خواہش

اللہ تعالےٰ کا شکر اور اسی کی حمد ہے کہ ہم ایک علمدوست اور امن پسند حکومت کے نیچے ہیں جس نے ہر قسم کی مذہبی آزادی عطا کر کے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے۔ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاج برطانیہ کی حکومت پر ہمیشہ فخر اور خوشی کا اظہار فرمایا ہے اس زمانے میں مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے جو کام قلم اور پریس سے لیا جا رہا ہے۔ وہ نہایت قیمتی ہے۔ اس وقت جبکہ قلمی جنگ مختلف مذاہب کے درمیان ہو رہی ہے ہمارے ہتیار یہی ہیں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اور مخالفین اسلام اور سلسلہ کے جوابات کے لئے ہماری طرف سے جو کتابیں اور رسالے شایع ہون۔ وہ نہایت عمدہ اور خوشخط ہونے چاہئیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مجلس میں مجہے خاص طور پر خطاب کر کے فرمایا کہ اخبار میں شایع کردو کہ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ پسند فرماتے تہے۔ کہ عمدہ خوشخط کاتب یہان رہیں۔ تاکہ وقت پر جلد تر کام ہو جاوے اس لئے اس وقت جبکہ ہمارے مقابلہ قلم کا میدان وسیع ہو گیا ہے ایسے لوگون کی ضرورت ہے۔ جو احمدی ہیں اور پہلے سے اس کام کو قادیان سے باہر رہ کر کرتے ہیں۔ وہ قادیان میں رہ کر اور خدا کے لئے رہ کر اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں۔ اسطرح پر وہ خدا تعالےٰ کو راضی کرنے والے ٹہیرینگے۔ اور خدا کے مرسل امام کی روح خوش ہوگی اور میرے اس کام میں جو خدا تعالےٰ نے میری خواہش کے بغیر اپنے نفس سے میرے سپرد کیا ہے۔ وہ مددگار ٹہیرینگے اور کچہہ لوگ ایسے بہی چاہئیں۔ جو اس کام کتابت کو اس مقصد اور نیت سے سیکہیں۔ تاکہ وہ سلسلہ کی خدمت کر سکیں۔

کاتبون کی فی الحقیقت بڑی دقت ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک ضروری رسالہ لاہور بہیجنا پڑا۔ اور ایسا ہی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کا ایک پمفلٹ لاہور بہیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ وقت ہے کہ ہمارے وہ احباب جو اس فن سے مذاق رکہتے ہیں۔ وہ لاہور میں ہون یا کسی اور جگہ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے نکلیں۔ قادیان میں انکا رہنا ان کے لئے انشاء اللہ برکات کا موجب ہوگا۔ اگرچہ یقین نہیں کہ دوسرے شہرون کے مقابلہ میں قادیان کی رہایش ان کی آمدنی پر کوئی اثر ڈالے۔ لیکن اگر وہ ایسا خیال کرتے ہیں تب بہی وہ یاد رکہیں کہ خدا کی رضا ان سب سے افضل اور مقدم ہے اور خدا کی راہ میں کوئی کچہہ نہیں کہوتا۔ جو اس سے کئی درجے زیادہ نہیں پا لیتا۔ مبارک وہ جو اس کو سنے اور اس پر عمل کرے +

حضرت مسیح موعود مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵ جون ۱۹۲۰ء

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ یایہا الذین امنوا لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون الخ اولئک ہم المہتدون ۰

اللہ تعالیٰ کے یہ کلمات جو میں نے تم کو اس وقت سنائے ہیں معمولی وعظ نہیں ہے اور نہ ہی ان کے متعلق کچھ بیان کرنا آج میرا مقصد تھا۔ یہ ایک علم ہے اور الٰہی علم ہے جو تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ یہ کلام خدا ہے۔ انسان کا کلام نہیں۔ خدا کی پاک اور مجید کتاب کی سچی تعلیم ہے وہی کتاب جس کے واسطے اب اور پہلے بھی تم سب نے امام صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور وہ کامل کتاب ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیہم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت قلم دوات منگائی۔ اور چاہا کہ میں تم کو ایسی بات لکھ دوں۔ کہ لن تضلوا اگر تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوا جن لوگوں کی عقل باریک اور سمجھ مضبوط اور علم کامل تھا۔ وہ سمجھ گئے۔ کہ انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کیطرف متوجہ کیا۔ اور جن کی زبان پر حق چلتا تھا۔ اس نے اس بات کا یقین کر لیا کہ آپ جو بات ہمیں لکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہی پاک کتاب تھی۔ چنانچہ اس نے صاف کہا کہ حسبنا کتاب اللہ۔ یہ ایک نقطہ معرفت ہے۔ جو ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولا تھا۔ آنحضرت ہو کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ کہ میں ایسی بات لکھ دوں۔ کہ لن تضلوا۔ دوسری طرف قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہے۔ یبین اللہ لکم ان تضلوا ... تضلوا بمعنے لئلا تضلوا پس تطابق سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ قرآن ایک کامل کتاب ہے۔

آج یہ جو دو آیت میں نے تمہارے سامنے پڑھی ہیں۔ یہ میرے کسی خاص ارادے غور و فکر کا نتیجہ نہیں۔ اور نہ میں کوئی طیاری قبل از وقت اس مضمون اور ان آیات کے متعلق آج جمعہ کے خطبہ میں سنانے کی کی تھی۔ وعظ کا پیشگی میں عادی ہوں۔ مگر یہ آیتیں محض اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے دل میں ڈالی گئیں۔ اس کا مطلب سمجھنے کے واسطے میں پہلے تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ توجہ سے سنو اور یاد رکھو جب تمہیں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو پہلے دائیں طرف تھوک دو۔ پھر لاحول پڑھو۔ اور ان باتوں کو کثرت سے استعمال کرو۔ دعا کرو۔ پھر تاکید سے کہتا ہوں کہ اب

تمہارا کام یہ ہے کہ ہتھیار بند ہو جاؤ

کمریں کس لو۔ اور مضبوط ہو جاؤ۔ وہ ہتھیار کیا ہیں یہی کہ دعائیں کرو۔ استغفار۔ لاحول۔ درود اور الحمد شریف کا ورد کثرت سے کرو۔ ان ہتھیاروں کو اپنے قبضہ میں لو۔ اور ان کو کثرت سے استعمال کرو میں ایک تجربہ کار انسان کی حیثیت سے اور پیر کی حیثیت سے کہ تم نے مجھ سے معاہدہ کیا ہے۔ اور میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے تم کو بڑے زور سے اور تاکیدی حکم سے کہتا ہوں۔ کہ سر سے پاؤں تک ہتھیاروں میں محفوظ ہو جاؤ۔ اور ایسے بن جاؤ کہ کوئی موقعہ دشمن کے وار کے واسطے باقی نہ رہنے دو۔ بائیں طرف تھوکنا۔ لاحول کا پڑھنا۔ استغفار درود اور الحمد شریف کا کثرت سے وظیفہ کرنا ان ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ان آیات کا مضمون سن لو۔

تم نے سنا ہو گا۔ اور مخالفوں نے بھی محض اللہ کے فضل سے اس بات کی گواہی دی ہے۔ اور تم میں سے بعض نے اپنی آنکھ سے بھی دیکھا ہو گا۔ کہ حدیث شریف میں آیا۔ المبطون شہید ۔ وہ جو دستوں کی مرض سے وفات پاوے۔ وہ شہید ہوتا ہے مبطون کہتے ہیں جس کا پیٹ چلتا ہو۔ یعنی دست جاری ہو جاویں۔ اب جائے غور ہے کہ آپ ع کی وفات اسی مرض دستوں سے ہی واقع ہوئی ہے۔ اب خواہ یہی پرانے مرض کی وجہ سے جو مدت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور ایک نشان کے آپ کے شامل حال تھا۔ یا بقول دشمن وہ دست ہیضہ کے تھے۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو یہ امر قطعی اور یقینی ہے۔ کہ آپ کی وفات بصورت مبطون ہونے کے واقع ہوئی ہے پس آپ بموجب حدیث صحیح کہ مطبون اجو مرض دست سے خواہ کسی بھی رنگ میں ہو وفات پانے والا شہید ہوتا ہے۔ پس اس طرح سے خود دشمنوں کے مونہہ سے بھی آپ ع کی شہادت کا اقرار ہو گیا کرا دیا۔ یقتل فی سبیل اللہ سے مراد لڑائی اور جنگ ہوتی ہے لڑائی اور جنگ ہی میں صلح ہوتی ہے۔ خدا نے آپ کو پیغام صلح دینے کے بعد اٹھایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب جنگ کا خاتمہ ہونے کو ہے۔ کیونکہ اب صلح کا پیغام ڈالا گیا ہے

مگر خدا کی حکمت اس میں یہی تھی۔ کہ آپ ع کو حالت جنگ ہی میں بلالے تا آپ ع کا اجر جہاد فی سبیل اللہ کا جاری اور آپ ع کو رتبہ شہادت عطا کیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ عملی طور پر اس صلح کی کارروائی کے انجام پذیر ہونے سے پہلے جبکہ ابھی زمانہ زمانہ جنگ ہی کہلاتا تھا اٹھا لیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ آپ ع نے اس سے کئی سال پہلے ایک دفعہ کل شہر کو بلا کر شیخ میراں بخش کی کوٹھی میں جو کہ عین شہر کے وسط میں واقع ہے ایک فیصلہ سنایا اور اس کا نام آپ ع نے فیصلہ آسمانی رکھا۔ عزیز عبد الکریم مرحوم کو کچھ تو اس خیال سے ان کی آواز اونچی اور بلند بھی تھی شاید ان کو خود ان کی اپنی آواز پر بھی کچھ خیال ہو گا۔ اور کچھ اس جوش سے جو عموماً ایسے موقعوں پر ہوا کرتا تھا اس امر کی درخواست کی۔ کہ میں یہ مضمون سناؤں۔ مگر آپ ع نے بڑے جوش اور غضب سے کہا کہ اس مضمون کا سنانا بھی میرا ہی فرض ہے۔ غرض ہزاروں ہزار مخلوق کے مجمع میں ایک مضمون آپ ع نے بیان کیا اور آپ ع نے دعاوی کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ پھر اس کے بعد دوسرا موقعہ جلسہ اعظم مذاہب میں آپ کے بے نظیر اور پر حقائق لیکچر کے سنائے جانے سے دنیا پر حجت قایم ہو گئی۔ پھر اپنے میلارام کے مکان پر ایک پر زور لکچر تحریری اور تقریری دیا۔ پھر اس کے بعد آپ ع نے ہم لوگوں کو حکم دیا۔ کہ آریہ قوم پر بھی حجت قایم کر دی جاوے۔ اور اس غرض کے پورا کرنے کے واسطے آپ ع نے ایک مضمون دیا جو کہ شہادت کے طور پر سنایا گیا۔ اور جس میں آپ ع کا حقیقی مذہب اور سچا اعتقاد دلی آرزو سچی تڑپ اور خواہش تھی۔ وہ دیکھ ہمیں بھیجا اور ہمارے آنے جانے کے کثیر اخراجات کو برداشت کیا۔ غرض اس طرح سے بھی آپ نے لاہور جیسے دار الحکومت میں لوگوں پر اپنی حجت ملزمہ قایم کر دی پھر اس کے بعد آخری سفر میں بھی تمام امراء کو دعوت دیکر ان کو اپنے دعاوی و نائل اعتقاد اور مذہب پہونچا دیا۔ اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ دار السلطنت میں اس طرح سے ہر بار پوری شان اور دھوم سے اتنی بار آپ نے اپنے پیغام رسالت کو پہونچایا۔ مگر اب بھی کوئی یہ کہہ دے۔ کہ آپ ع جس کام کے واسطے آئے تھے وہ ابھی پورا نہیں ہوا۔ یا نا تمام رہ گیا۔ اب آخر کار اس گرمی کے موسم میں حالت سفر میں اور جنگ میں آپ ع نے پیغام صلح ڈالا۔ مگر قبل اس کے کہ وہ صلح اپنا عملی رنگ پکڑے خدا نے آپ ع کو اٹھا لیا تا آپ حالت جنگ میں وفات پانے کا غیر منقطع اجر پاویں۔

اب اللہ تعالیٰ کہتا ہے یا ایہا الذین امنوا ہم سناتے ہیں۔ ذرا غور سے توجہ سے اور خبردار ہو کر سن لو اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا کہتے ہیں یہی کہ تم

ان لوگون کے حق مین یہ کبھی مت کہو۔ جو خدا کی راہ مین جان خرچ کر گئے ہین۔ اور خدا کی راہ مین شہید ہوئے ہین کیا مت کہو یہ مت کہو کہ وہ مر گئے ہین وہ مرے نہین بلکہ زندہ ہین۔ آپ نے خدا کی راہ مین تبلیغ احکام الٰہیہ مین خدا کی راہ مین حالت سفر مین وفات پائی ہے پس یہ خدا کا حکم ہے اور کوئی بھی اس بات کا مجاز نہین کہ آپ کو مردہ کہے۔ آپ مردہ نہین آپ ہلاک شدہ نہین۔ بل احیاءٌ بلکہ زندہ ہین۔ یاد رکھو کہ یہ نہی الٰہی ہے۔ ہم وجوہات نہین جانتے کہ ایسا کیون حکم دیا گیا۔ بلکہ اس جگہ ایک اور نقطہ بھی قابل یاد ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اور جگہ جہان شہدا کا ذکر کیا ہے۔ وہان احیاءٌ عند ربہم کا لفظ بھی بولا ہے مگر اس مقام پر عند ربہم کا لفظ چھوڑ دیا ہے۔ دیکھو انسان جب مرتا ہے تو اس کے اجزا منتفرق ہو جاتے ہین۔ مگر یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کی جماعت کو جو بمنزلہ آپ کے اعضاء کے اور اجزا کے تھی اس تفرقہ سے بچا لیا اور اتفاق اور اتحاد و وحدت کے اعلیٰ مقام پر کھڑا کر کے آپ کی زندگی اور حیات ابدی کا پہلا زندہ ثبوت دنیا مین ظاہر کر دیا۔ صرف تفرقہ سے ہی نہین بچایا بلکہ دشمن کو منہ پر خاک ڈال کر وحدت کو قایم کر دیا۔

دیکھو یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ المبطون شہیدٌ اور دوسری طرف قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے ہمین جھنجوڑ کر کہا ہے کہ مردہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ احیاءٌ۔ یہ بات ہماری سمجھ مین نہین آتی ہم نے خود دم نکلتے دیکھا۔ غسل دیا۔ کفن دیا اور اپنے ہاتھون سے گاڑ دیا اور خدا کے سپرد کیا پھر یہ کیسے ہو۔ کہ مرے نہین بلکہ زندہ ہین۔ مگر دیکھو اللہ فرماتا ہے کہ تمہارا شعور غلطی کرتا ہے۔ مین یہ مسئلہ اپنے بھائیون کے سامنے پیش کرتا ہون کہ وہ اپنے اندر غیرت پیدا کرین اور سچے جوش جو حق اور راستی کے قبول کرنے سے ان مین موجود ہو گئے ہین ان کا اظہار کرین۔ اور ہمین دکھا دین کہ واقعی ان مین ایک غیرت اور حمیت ہے۔ اور ان مخالفون سے پوچھین کہ دشمن جو کہتا ہے۔ کہ ہیضہ سے مرے ہین۔ اچھا مان لیا کہ دشمن سچ کہتا ہے۔ پھر ہیضہ سے مرنا شہادت نہین ہے؟ پیغام صلح جنگ کو ثابت کرتا ہے اور دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرے گا۔ کہ واقعی آپ کی وفات عین جہاد فی سبیل اللہ مین واقع ہوئی ہے۔ دشمن نے خود بھی ہر طرح سے مورچہ بندی کی ہوئی تھی۔ اور اپنے پورے ہتھیارون سے اپنی حفاظت کے سامان کرنے کی فکر مین لگ رہا تھا۔ اراکین امرا کو دعوت دیکر آپ نے

اپنے تمام دعاوی پیش کئے تھے یا کہ نہین! پس ان سب لوازم کے ہوتے ہوئے بھی اگر دشمن آپ کے احیاء کے قابل نہین تو جانور ہین۔

مانا کہ یہ رنگ ہمارے واسطے ایک ابتلائی رنگ ہے۔ صاحبزادہ میان مبارک احمد کی وفات اور پھر خود حضرت اقدس علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کا کوچ کرنا واقعی اپنے اندر ضرور ابتلاء کا رنگ رکھتے ہین۔ مگر اس سے خدا ہم کو انعام دینا چاہتا ہے۔ انعام الٰہی پانے کے واسطے ضروری ہوتا ہے کہ کچھ خوف بھی ہو۔ خوف کس کا؟ خوف اللہ کا۔ خوف دشمن کا۔ خوف بعض نادان ضعیف الایمان لوگون کے ارتداد کا۔ مگر وہ بہت تھوڑا ہوگا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ ولنبلونکم بشیٍ من الخوف۔ والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات الخ

خدا فرماتا ہے کہ میری راہ مین کچھ خوف آویگا۔ کچھ جوع ہوگی (جوع یا تو روزہ رکھنے سے ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ کچھ روزے رکھو) اور یا اس رنگ مین جوع اپنے اور اختیار کرو کہ صدقہ خیرات اس قدر نکالو کہ بعض دفعہ خود تمکو فاقہ تک نوبت پہونچ جاوے۔ اپنے مالون کو خدا کی راہ مین اتنا خرچ کرو کہ وہ کم ہو جاوین۔ اور جانون کو بھی اسی کی راہ مین خرچ کرو۔ علیٰ ہذا پھلون کو بھی خدا کی راہ مین خرچ کرو۔ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ایسے لوگون کو جو مصائب اور شدائد کے وقت ثابت قدم رہتے ہین۔ اور نیکی پر ثبات رکھتے ہین۔ خدا کو نہین چھوڑتے اور کہتے ہین کہ ہم سب الٰہی رضا کے واسطے ہی پیدا ہوئے ہین جس طرح وہ راضی ہو۔ اس راہ سے ہم اس کے حضور اس کو خوش کرنے کے واسطے حاضر و تیار اور کمر بستہ ہین۔ ہم نے اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔ پس جس کے حضور انسان نے ایک نہ ایک دن حاضر ہونا ہے۔ وہ اگر اس سے خوش نہین تو پھر اس ملاقات کے دن سرخروئی کیسے ہوگی؟ پس تم خود ہی پیشتر اس کے کہ خدا کی طرف سے تم پر خوف۔ جوع اور نقص اموال اور ثمرات کا ابتلا آوے خود اپنے اوپر ان باتون کو اپنی طرف سے خدا کی خوشنودی کے حصول کے واسطے وارد کر لو تا کہ دوہرا اجر پاؤ۔ اور یہ قدم خدا کے لئے اٹھاؤ تا کہ اس کا بہتر بدلہ خدا سے پاؤ۔ یہ مصائب دینی نہین بلکہ صرف معمولی اور دنیوی ہونگے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ دشمن برا بھلا کہہ لیگا۔ کوئی گندہ گالیون کا بھرا اشتہار دے دے گا۔ یا خفگی اور ناراضگی کے لہجہ مین کوئی بودا سا اعتراض کر دیگا مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لن یضروکم الا اذیٰ۔

یہ تکلیف ایک معمولی سی ہوگی کوئی بڑی بھاری تکلیف نہ ہوگی۔ دیکھو خدا نے ہم کو بڑی مصیبت سے بچا لیا۔ کہ تفرقہ سے بچا لیا۔ اگر ہم مین تفرقہ ہو جاتا۔ اور موجودہ رنگ مین تم وحدت کی رسی مین پروئے نہ جاتے اور تم تتر بتر ہو جاتے تو واقعی بڑی بھاری مصیبت تھی۔ اور خطرناک ابتلا۔ مگر یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ اگر کچھ تھوڑی سی تکلیف ہم کو ہوگی بھی تو یہین ہوگی اس کا مابعد الموت سے کوئی واسطہ یا تعلق نہین۔ بلکہ مابعد الموت کو باعث اجر اور رحمت الٰہی ہوگی۔ اور اس تھوڑی سی مشکل پر صبر کرنے اور مستقل رہنے اور سچے دل سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا بہتر سے بہتر بدلہ دینے کی قدرت اور طاقت رکھنے والا تمہارا خدا موجود ہے۔ وہ خاص رحمتین جو کہ ورثہ انبیاء اور شہدا ہوتی ہین وہ بھی تمہین عطا کرے گا۔ اور عام رحمتین بھی تمہارے شامل حال کرے گا۔ اور آئندہ ہدایت کی راہین اور ہر مشکل سے نجات پانے کی ہر دکھ سے نکلنے ہر سکھ اور کامیابی کے حصول کی راہین تم پر کھول دے گا۔ دیکھو مین یہ اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ

بلوح خدا ہمین است۔ خدا کے اپنے وعدے ہین۔ اور خدا اپنے وعدے کا سچا ہے۔

آج کا مضمون اور اس کی تحریک محض خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے دل مین ڈالی گئی ہے ورنہ مین نے نہ اس کا ارادہ کیا تھا۔ اور نہ اس کے واسطے کوئی تیاری کی تھی۔ پس یہ خدا کی بات ہے۔ مین تمکو پہنچاتا ہون۔ اور تاکید کرتا ہون کہ ایسے اوقات مین تم کثرت دعا۔ استغفار۔ درود و لاحول۔ الحمد شریف۔ کا ورد کیا کرو۔ مین بس دعا کرتا ہون اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم۔ دیکھو دو کا ایک کرنا سخت سے سخت مشکل کام ہے۔ تو پھر ہزارون کا ایک راہ پر جمع کرنا اور ان مین وحدت اور الفت کا پیدا کرنا خدا کے فضل کے سوا کہان ممکن ہے؟ دیکھو تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے ہو۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور اس کی حقیقت کو پہچانو اور اخلاص اور ثبات کو اپنا شیوہ بناؤ۔

جلسہ کے بعد

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ الخ ایک تو خدا کی حمد کیا کرو۔ الحمد شریف کیطرف اشارہ ہے۔ اس کا کثرت سے ورد کرو۔ استعانت بھی اسی سے چاہو۔ ایاک نعبد وایاک نستعین کی طرف اشارہ ہے۔ استغفار کی الگ بار بار تم کو تاکید کر دی گئی ہے ایمان اشہدان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہدان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ کے سچے مفہوم اور حقیقت پر کاربند ہونے کا نام ہے۔ اسی پر توکل کرو۔ اور ہمیشہ پچھلے گناہون کے بد نتائج سے بچنے کے واسطے دعاؤن مین مصروف رہو جمعہ ...

رسید جناب ... من نواز خان صاحب تحصیلدار نوان شہر کی طرف سے مبلغ پانچروپیہ تعمیر مدرسہ مین اسوقت جماعت احمدیہ کو یہان وصول ہوئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا
انوار احمدیہ مشین پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔